طلع البدر علینا

سے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ تک

معارج النبوت

جلد سوم

حضرت مولانا ملا معین بن الواعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ

مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ لاہور

طلع البدر علینا سے الیوم اکملت لکم دینکم تک

معارج النبوة
فی
مدارج الفتوة

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب	معارج النبوّت
مصنّف	ملّا معین واعظ الہروی رحمہ اللہ
مترجمین	حکیم محمد اصغر فاروقی
	علاّمہ اقبال احمد فاروقی
موضوع	سیرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
رکن	چہارم اور تتمہ
جلد	سوم :۔ طَلَعَ البدرَ سے الیوم اکملت لکم دینکم تک
سالِ طباعت ترجمہ اشاعت دوم	سنہ ۱۹۹۵ء
طابع	کمبائن پریس لاہور
ناشر	مکتبہ نبویّہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور
صفحات	۶۷۲
قیمت مجلد	180/- روپے

ہجرت کے ابتدائی واقعات

پہلی فصل

بیان کیا گیا ہے کہ قریش نے دارالندوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بداندیشی اور غیض و غضب کے ساتھ مشورہ کیا اور فیصلہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ کو قتل کر دیا جائے انہوں نے آپس میں عہد و پیمان باندھا، حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس سازش سے آگاہ فرمایا اور ارشاد فرمایا وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام آئے۔ آپؐ نے ان تمام واقعات کو جو اس ناپاک مجلس میں رونما ہوئے تھے، ایک ایک کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گوش گزار کیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صحابہ کرام ابوبکر صدیق، علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہما نے مکہ سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلا جائے، آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا، اے ابابکر! صبر کیجئے۔ اُمید ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی، یعنی تمہارے ساتھ رہونگا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا آپ اس کے امیدوار ہیں، آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں! صدیق رضی اللہ عنہ نے توقف فرمایا، اور دو اونٹ خرید لیے، ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر چار سو درہم میں اور واقدی کی ایک روایت کے مطابق آٹھ سو درہم میں اور ایک اپنے لیے خریدا ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے اور چارہ کھلاتے رہے تاکہ خوب موٹے تازے ہو جائیں اور وقت موعود کا انتظار کرتے رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کا خواب

اسی زمانہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا کہ "چاند آسمان سے اُتر کر بطحا مکہ اور شہر مکہ میں وارد ہوا ہے اور مکہ معظمہ کا تمام

صحرا اس نور سے منور ہوگیا ہے۔ پھر اس چاند نے آسمان کا رُخ کیا اور اپنی جگہ پر جاکر ٹھہر گیا اور اپنے نور و ضیا سے تمام رُوئے زمین کو روشن و منور کر دیا۔ بہت سے دوسرے ستاروں نے بھی اسی طرح حرکت کی، پھر وہ چاند ستاروں کے ہزاروں لاؤ لشکر کے ساتھ فضا میں آیا اور دوبارہ حرم کعبہ میں اُترا۔ حرم اسی طرح روشن تھا مگر تین سو ساٹھ ۳۶۰ گھر اور ایک روایت میں چار سو گھر تاریک رہے، جب وہ چاند حرم میں پہنچا اس کے اطراف و جوانب پھر روشن ہوگئے، پھر وہ چاند مدینہ کے اُوپر چلا آیا حتیٰ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں قیام کیا پھر زمین پھٹ گئی اور اس میں سما گیا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوئے، آپؓ رُونے لگے، چونکہ آپؓ فن تعبیر رؤیاء میں مشہور و ممتاز تھے۔ آپ نے اس خواب کو تعبیر و تاویل کی نظر سے دیکھا تو آپ کو معلوم ہوگیا کہ وہ چاند، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتابِ جمال ہے اور ستارے آپ کے عزیز و اقارب اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو آپ کی موافقت میں ہجرت اور مسافرت اختیار فرمائیں گے اور مدینہ میں ہجرت کریں گے اور اس چاند کا مکہ کی طرف لوٹنا فتح کی دلیل ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگی اور اس چاند کا عائشہ کے گھر میں آنے سے یہ مراد ہے کہ حضرت عائشہؓ کو آپ کی زوجۂ مطہرہ بننے کا شرف حاصل ہوگا اور زمین کے پھٹنے اور چاند کے اس میں غائب ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ فوت ہوں گے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دفن ہوں گے۔ حضرت ابوبکرؓ کو اس سے دو غم ہوئے، ایک اپنے ملک و وطن سے ہجرت کا غم اور دوسرا سیدِ ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کا غم۔ آپ نے دل میں سوچا جب غربت درپیش ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔

دامن یار گرامی نتواں داد ز دست   کہ بصد خونِ جگر یافتہ ام دامن او

القصہ جب حضرت ابوبکر صدیق کو ہجرت کا یقین ہوگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام و آسائش کا انتظام کرنے میں مصروف ہوگئے، اسی اثناء میں جبرئیل علیہ السلام ہجرت کی اجازت لے آئے اور اس آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا۔ قُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْنِیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

اور کفار کے ایک ایک قصہ کو واضح طور پر بیان فرمایا، عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ حکم یہ ہے کہ آج رات آپ اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں اور نیند پر بھروسہ نہ کریں بلکہ سامان سفر تیار کریں اور مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوں، جبرائیل علیہ السلام یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

روسار قریش کا محاصرہ

جب رات ہوگئی روسار قریش میں سے ابوجہل، ابولہب، امیہ بن خلف بنیہ، بنسیہ (یہ دونوں حجاج کے بیٹے تھے) نصیر بن حارث، عقبہ بن ابی مغیظ اور دوسرے بدبختوں کی ایک جماعت طے شدہ فیصلہ کے مطابق جمع ہو کر آ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو جانے کا انتظار کرنے لگے، تاکہ انہیں قتل کر دیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابولہب نے کہا کہ رات بھر ہم اس کی نگرانی کرتے ہیں جب صبح ہو تو اسے قتل کر دیں گے تاکہ بنی ہاشم کو معلوم ہو جائے کہ یہ کام ہم نے اجتماعی طور پر کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان گمراہوں کے متعلق خبر ہوئی، آپ نے علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو فرمایا، اے علی! مجھے مدینہ کو ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ میں کل سامانِ سفر تیار کروں گا۔ جو امانتیں میرے پاس ہیں انہیں میں تمہارے سپرد کرتا ہوں، تم انہیں مالکوں تک پہنچا دو، مشرکین آج رات مجھے قتل کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں، جاؤ اور میری چادر اوڑھ کر میری جگہ پر لیٹ جاؤ۔ مطمئن رہو تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرتے ہوئے، وہ چادر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھتے تھے، اوڑھ کر بڑے اطمینان سے سو گئے اور اپنی ذات اقدس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے کا تہیہ کر لیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی جان نثاری

جس رات حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر قیام کیا اور اپنی جان نثاری کا مظاہرہ کیا، حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے تمہارے درمیان عقد مواخاۃ باندھا ہے اور ہر ایک کی عمر ایک دوسرے سے زیادہ بنائی، تم اپنے دوست کی زندگی کو اپنی زندگی سے زیادہ عزیز رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہر شخص ،وحی آئی کہ علی بن ابی طالب کو دیکھو، میں نے علی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عقد مواخاۃ باندھا۔ حضرت علیؓ نے اپنی جانِ شیریں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر قربان کر دیا۔ اور اسے اپنی زندگی پر ترجیح دی۔ اب تم اس سبز گنبد یعنی آسمان سے محیطِ غبرا یعنی زمین پر جاؤ اور دشمنوں کے شر سے ان کی حفاظت کرو۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم سے انہوں نے اس نیلگوں چھت سے پرواز کی اور ربع مسکون پر اترے۔ جبرائیل علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سرہانے اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کے پاؤں کی طرف بیٹھ گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا واہ واہ! علی تجھ جیسا کوئی نہیں، ملاء اعلیٰ میں ملائکہ کے درمیان خداوند قدوس تجھ پر فخر و مباہات کرتا ہے۔ بیت

ہر آنکہ بہر خدا راہ نفس بر بندد ملک ز عرش بفرمان او کمر بندد

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۔

کفار کی مایوسی

سیرت کی کتابوں میں تحریر ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر میں لیٹ گئے تو آپؐ مکان سے باہر آئے پہلے سورہ یٰسین فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک پڑھی، ایک مشت خاک ہاتھ میں لے کر اس پر پھونکا اور اس خاک کو ان کے سر پر پھینک دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ مٹی جس شخص کے سر پر پڑی وہ آگے جاکر جنگ بدر میں ہلاک ہو کر جہنم رسید ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح وسلامت اس قوم میں سے نکل گئے اور کسی شخص کو معلوم نہ ہوا کہ آپؐ کہاں گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد ایک شخص وہاں آیا اور پوچھا تم یہاں کس لیے آئے ہوئے اور کس کا انتظار کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے کہا خدا کی قسم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو نکل گئے اور تمہارے درمیان سے ایسے نکلے کہ تمہیں خبر تک نہ ہو سکی، اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے اور اپنی جماعت کے پاس چلے گئے۔ جب انہوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو ان کے نامبارک سروں پر خاک پڑی ہوئی تھی۔ پھر انہوں نے ایک دراڑیں سے اندر جھانکا تو کسی کو سوئے ہوئے پایا، کہنے لگے وہ رہا محمدؐ! اپنی جگہ پر سویا ہوا ہے، انہیں گرفتار کرنے کے لیے اندر داخل ہوئے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب انہوں نے آپؓ کو دیکھا تو سمجھ گئے کہ اس شخص نے ٹھیک کہا، انہوں نے حضرت علی سے سوال کیا، علی! محمدؐ کہاں ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ان کی نگرانی پر مقرر نہیں کیا گیا تھا، مجھے کیا خبر کہ وہ کہاں ہیں۔ مشرکین حیران و پریشان اور شرمندہ ہو کر رہ گئے۔ کچھ دیر آپ کو قید رکھا آخر کار ابولہب کے کہنے پر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھپے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور خوب دھوپ نکل آئی تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر دوش مبارک پر رکھی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر روانہ ہوئے۔

حضور حضرت صدیق کے گھر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ایک روز ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے اطلاع دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک ڈھانپے ہوئے تمہارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے کبھی ہمارے گھر تشریف نہیں لائے تھے۔ میرے والد ماجد نے کہا میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں، کیا بات ہے کہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔ اجازت لے کر آپ گھر میں داخل ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابوبکر!

گھر میں سے تمام افراد کو باہر نکال دیجئے۔ میرے باپ نے عرض کیا، یارسول اللہ آپ کی بیوی اور اس کی بہن کے سوا گھر میں کوئی اور آدمی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ کیا میں آپؐ کی خدمت میں رہوں گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں! حضرت ابوبکرؓ نے جب یہ سُنا تو خوشی سے ان کے آنسو نکل آئے، عرض کیا! یارسول اللہ میں نے دو اونٹ تیار کئے ہیں، ان میں سے ایک کو قبول فرمایئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر آپ اس کی قیمت لیں تو مجھے قبول ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اپنے ہی اونٹ پر سوار ہوں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ اونٹ آپ کی ملکیت ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں، میں قیمت دے کر ہی لوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جیسے آپؐ کی مرضی مبارک ہو کیجئے۔ اس سے پہلے بیان گزر چکا ہے کہ اونٹ کی قیمت چار سو درہم تھی اور واقدی کی روایت کے مطابق آٹھ سو درہم۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میرے والد بڑی تیزی سے سامان سفر تیار کرنے میں مصروف ہو گئے۔ میری والدہ نے ان کے لیے گوشت اور طعام سے بھرا ہوا توشہ تیار کیا۔ جب تمام سامان تیار ہو گیا تو کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے توشہ کو مضبوطی سے باندھ سکیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی چھوٹی صاحبزادی کے پاس ایک کمر بند تھا، اسے کمر سے کھول کر دو حصے کیا، ایک سے توشہ باندھا اور دوسرا اپنی کمر کے گرد باندھ لیا، اور ایک روایت میں ہے کہ نصف حصہ کو ان کے مطہرہ پر باندھ دیا۔ اسی وجہ سے وہ ذات النطاقتین کے لقب سے ملقب ہوئیں۔ پھر عبداللہ اریقط لیثی کو جو راستہ کو اچھی طرح پہچانتا تھا بلایا گیا، اسے راہنمائی کے لیے اُجرت پر مقرر کیا۔ اونٹ اس کے سپرد کر دیئے اور طے کیا کہ تین روز گزرنے کے بعد وہ اونٹوں کو غارِ ثور پر لے آئے، اور عامر بن فہیرہ کو بکریاں چرانے پر مقرر کیا کہ صبح و شام ان کے پاس بکریاں لایا کرے تاکہ وہ ان کا دودھ پیا کریں، اور عبداللہ بن ابوبکر کو جو تیز رفتار اور پہلوان تھا کفار کی جاسوسی کے لیے مقرر کیا تاکہ وہ دن کے وقت قریش میں رہے اور حالات معلوم کرے اور ان کی خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائے۔ ان مہمات سے فراغت کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ نقدی جس کی سفر میں ضرورت پوری ہو سکے ساتھ لی۔ اسماء کہتی ہیں کہ وہ پانچ ہزار درہم تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے دادا ابو قحافہ نے جو نابینا تھے، کہا، خدا کی قسم ابوبکر تمہیں سختی میں چھوڑ گیا اور تمہارے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ میں نے عرض کیا ہمارے والد نے ہمارے لیے بہت کچھ ذخیرہ کیا ہے۔ میں نے اس جگہ جہاں میرے والد نقدی رکھتے تھے چند سنگریزے چھپا دیئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا، ان کے ہاتھ کو وہاں لے جا کر کہا، یہ دولت ہے جسے ہمارے والد ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں۔ ابو قحافہ نے کہا، اچھا غم نہ کرو یہ تمہارے لیے کافی ہے۔

آغازِ سفرِ ہجرت اور صدیقؓ کی جاں نثاری

بائیس ماہ صفر دو شنبہ کی رات کو کھڑکی کے راستہ باہر نکلے اور غارِ ثور کی طرف چل دیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایڑیوں کے بل گئے تاکہ راستہ میں قدموں کے نشانات نہ پڑیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے، کبھی دائیں کبھی بائیں اور کبھی پیچھے چلتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا، "اے صدیق! تم کبھی آگے، کبھی پیچھے، کبھی دائیں اور کبھی بائیں کیوں چلتے ہو" عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھات لگانے والے سے ڈرتا ہوں تو آگے آگے چلتا ہوں، پھر خیال آتا ہے کہ کوئی دشمن ہماری تلاش میں نہ آرہا ہو پیچھے ہو جاتا ہوں، کبھی پہلو میں گھات لگائے ہوئے سے ڈرتا ہوں تو دائیں بائیں یا آگے چلتا ہوں تاکہ اگر کوئی تکلیف پہنچے تو مجھے پہنچے۔

رسالتمآبؐ دوشِ صدیق پر

جب پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک تنگ تھیں، آپ کے پائے مبارک زخمی ہو گئے، ان سے خون ٹپکنے لگا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک مجروح ہو گئے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر بٹھا لیا اور منزلِ مقصود تک پہنچا دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب غار کے منہ پر لے آئے تو عرض کیا، یارسول اللہ آپ یہاں تھوڑی دیر آرام فرمایئے، تاکہ میں پہلے غار میں جا کر اس کی دیکھ بھال کر لوں، اندھیری رات ہے اور غار حشرات الارض سے خالی نہیں ہوا کرتا، میں آپ کی قیام گاہ میں آبِ دیدہ سے چھڑکاؤ اور پلکوں سے جاروب کشی کروں گا۔ یہ کہہ کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہو گئے، آپ نے دیکھا کہ غار بہت ہی خستہ و خراب ہے، عرصہ بعید سے کوئی شخص اس میں داخل نہیں ہوا تھا اور زمانہ دراز سے اس نے کسی مہمان کا منہ نہیں دیکھا، نافرمانوں کے گناہوں کے دفتر کی طرح سیاہ و تاریک اور غمزدہ لوگوں کے کاشانہ کی طرح بے ساز و سامان ہے، عشاق کے جگر کی مانند انتہائی تنگ و ناہموار، غمِ فراق و مسلسل حرارتِ اشتیاق سے پارہ پارہ بلکہ آتشِ ہجر کے دلسوختگاں کے دلوں کی مانند ٹکڑے ٹکڑے اور چھلنی، سانپوں اور بچھوؤں سے بھرا ہوا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کپڑے کو جو وہ پہنے ہوئے تھے ٹکڑے ٹکڑے کیا، اپنے دست مبارک سے تاریکی میں ایک ایک سوراخ کو تلاش کر کے ان کپڑے کے ٹکڑوں سے اچھی طرح بند کر دیا۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ جامہ بردِ صابری بہت بیش قیمت تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس طرح تمام سوراخوں کو بند کر دیا۔ لیکن ایک سوراخ کے لیے کوئی کپڑا نہ بچا، اپنے پاؤں کی ایڑی کو اس پر رکھ دیا، جس طرح بھی خدمت گزاری ہو سکی بجا لائے۔

سیّدِ عالمؐ غارِ ثور میں

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قدم رنجہ فرمائی کی درخواست کی، چنانچہ آپ غار میں تشریف لے گئے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فی الفور غار کے منہ پر جھاڑیاں اُگا دیں تاکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کا پیچھا کرنے والوں کے درمیان حائل ہو جائیں اور پردہ کریں، پھر عنکبوت کو حکم دیا گیا اس نے توفیق ربّانی کی برکت سے اخلاص و اختصاص کے تانے بانے سے اس غار کے دروازہ پر پردہ کر دیا، جنگلی کبوتروں کے ایک جوڑے کو حکم ہوا، انہوں نے غار کے دروازہ میں اپنا گھونسلا بنا لیا اور اسی رات اس میں انڈا دے دیا، یہ تمام پردہ داری کے انتظامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تھے تاکہ آپؐ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہیں۔

لُعابِ دہن کی مسیحائی

نقل ہے کہ وہ رات انہوں نے اس غار میں گزاری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر جو سوراخ پر رکھی ہوئی تھی سانپ نے ڈس لیا، اس سے اسقدر شدید تکلیف ہوئی کہ ضبط نہ کر سکے، بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، کہتے ہیں اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک آپ کی گود میں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرات آپؐ کے رخسار مبارک پر پڑے، آپؐ خواب سے بیدار ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حال دریافت کیا، عرض کیا، لُدِغتُ، مجھے ڈس لیا گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے بدن پر کپڑے نہیں ہیں، آپؐ نے اس کی کیفیت دریافت فرمائی، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام صورت حال بیان کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے دُعائے خیر فرمائی۔

حضرت اسماء ذات النطاقین فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد مکہ سے باہر نکل گئے تو چونکہ کفار ابوبکر صدیق کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوستی کو جانتے تھے، دوسرے روز قریش کی ایک جماعت ہمارے گھر آئی اور ہمارے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا، میں باہر آئی مشرکین نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے؟ میں نے کہا، مجھے معلوم نہیں، ان میں سے ابوجہل نے میرے منہ پر تھپڑ مارا کہ میرے کان سے گوشوارہ گر پڑا، پھر ابوجہل نے ہر جگہ اعلان کر دیا کہ جو شخص ابوبکرؓ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھاگ گئے ہیں پکڑ لائے گا میں اسے سو اونٹ انعام دونگا، اسی طرح جو شخص ہمیں ان کے پاس پہنچائے گا اسے بھی سو اونٹ دوں گا۔ جوانانِ قریش نے جب یہ اعلان سُنا تو مال و دولت کے لالچ میں آ کر مسلح ہوئے اور پہاڑوں اور گزرگاہوں کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک کھوجی کو جو ابوکُرز کے

ساتھ منسوب تھا، پاؤں کے نشانات معلوم کرنے کے لیے ساتھ لے لیا۔ ابوکُرز ان کے پاؤں کے نشانات کو غارِ ثور تک لے گیا اور کہا کہ تمہارا مطلوب اس جگہ سے آگے نہیں گیا، نمعلوم اس جگہ سے آسمان کو اٹھ گئے یا زمین کھا گئی۔ اور ایک دوسرا قول یہ ہے کہ اس نے کہا کہ تمہارا مطلوب اس غار میں ہے۔ مشرکین نے جب کبوتر کا انڈا اور تارِ عنکبوت غار کے دھانے پر دیکھا تو کھوجی کو کہا تیری عقل جاتی رہی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے عنکبوت نے یہاں جالا تنا ہوگا۔

نقل ہے کہ مشرکین اس قدر نزدیک پہنچ گئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان چالیس گز سے زیادہ نہیں تھا۔ کھوجی نے کہا مطلوب نے اس جگہ سے تجاوز نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں سنیں تو غمگین ہوئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، ابوبکر! رونے کا کیا سبب ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ علیہ وسلم، میں آپ کی ذات اقدس کو تکلیف پہنچنے سے ڈرتا ہوں کہ دین اسلام نہ مٹ جائے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے میرے پیارے دوست اور اس پردۂ عنکبوتی کے پیچھے میری آنکھوں کے قائم مقام "وَلَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ اپنے قدموں کی طرف نگاہ ڈالیں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابوبکرؓ! ان دو شخصوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا خدا تعالیٰ ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنسو پوچھ ڈالے اور اپنے آپ کو قدرتِ کردگار کے حوالے کر دیا۔ تفسیر کبیر میں مذکور ہے کہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے کو یاد کیا کرتے تو روتے اور جب خود کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتے تو یاد کرتے تو آنسو پونچھ ڈالتے۔

جب کھوجی مشرکین کو بتا رہا تھا کہ تمہارا مطلوب اس غار میں ہے اور اس سلسلہ میں اصرار کرتا تھا۔ اس وقت مشرکین کی ایک جماعت غار کے دہانہ کے پاس سے گزر رہی تھی، کبوتر اپنے گھونسلے سے اڑا۔ جب انہوں نے مکڑی کا جالا اور کبوتر کا انڈا دیکھا، کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی شخص داخل ہوتا تو لازمًا یہ انڈا ٹوٹ جاتا اور مکڑی کا جالا پھٹ جاتا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ خدا نے مکڑی کے جالے کے ذریعہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور بیضۂ کبوتر کے ذریعے اپنی حمایت میں لے لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ کہتے ہیں کہ حرم مکہ میں جس قدر کبوتر ہیں وہ اسی کبوتر کی نسل سے ہیں۔